مفتی ذاکر حسن نعمانی*

تعلیم وتربیت کی اہمیت

انسان اپنی فطری صلاحیتوں کی علاوہ کسبی صلاحیتوں کا بھی محتاج ہے۔ حیوانات میں بھی فطری صلاحیتیں ہیں لیکن مخصوص ومحدود ہیں، ان سے آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ البتہ بعض حیوانات کو خاص قسم کی تربیت دی جائے تو ان میں بھی انسانوں کی طرح کوئی خاص کمال پیدا ہو جاتا ہے لیکن وہ بھی محدود ہوتا ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے: مثلاً کتے کو شکار کے بارے میں تعلیم دی جاتی ہے، یہ کتا جب شکاری بن جائے تو کلب المعلم کہلاتا ہے یعنی تعلیم یافتہ کتا۔ وہ بھی اایک خاص (شکار) میں۔ ہر میدان میں تعلیم یافتہ نہیں ہوتا، نہ اپنے شکاری میدان میں شکار کے لیے نئے نئے طریقے ایجاد کرسکتا ہے۔ اسی طرح ہر کتا شکاری نہیں بن سکتا۔ کتوں کی ایک خاص قسم ہے جو تعلیم وتربیت سے شکاری بن جاتے ہیں لیکن ان کی درندگی پھر بھی ختم نہیں ہوتی۔ کبھی شکار مالک کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے پکڑتا ہے۔ پھر اس کو کھا جاتا ہے، پرندوں میں ایک خاص قسم کا محدود فہم ہے، جس کے ذریعے اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ اس مخصوص فہم کی وجہ سے مزید ترقی نہیں کرسکتے۔ مثلاً ہر پرندہ شروع سے اپنا مخصوص شکل اور ڈیزائن کا گھونسلہ بناتا ہے، ان گھونسلوں سے ہر انسان آسانی کے ساتھ پہچان لیتا ہے کہ کس پرندہ کا گھونسلہ ہے۔ کوئی پرندہ آج تک اپنے گھونسلہ کوئی نئی شکل یا ڈیزائن نئے نقشہ کے مطابق نہ بنا سکا۔ شہد کی مکھیاں مخصوص شش زاویوں والا چھتہ بناتی ہیں، جن سے شہد کا ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکتا۔ آج تک شہد کی مکھیاں نئے نقشہ کے مطابق ڈیزائن تو بدل نہ سکیں۔ اس کی وجہ ہے کہ ان کو صرف اسی مخصوص فہم کے مطابق اس کا ڈیزائن کا القاء اور الہام ہوا ہے۔

ان تمام حیوانات کے مقابلہ میں انسان کو بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ خدائے تعالیٰ نے قوت عقلیہ کی زیادتی دی ہے۔ جس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک شاخ کے ذریعہ صحیح مصلحانہ نظام زندگی کے لیے مفید تدبیریں (اسکیمیں) کرتا ہے پھر ان میں مزید باریکیاں (ترقیاں) کرتا ہے۔ چنانچہ آج کے مشینی اور مصنوعی دور میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق نئی نئی ایجادات قوت عقلیہ کے اس شعبہ کے مرہون منت ہیں۔ ضرورت سے بڑھ کر سہولیات تک عجیب وغریب ضروری اور آسائش والی اشیاء دیکھنے میں آتی ہیں جن سے سب حیوانات محروم ہیں۔ ابھی حال ہی میں پشاور میں

---

* استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

سردی کی شدید لہر آئی تھی ،رات کو شدید سردی اور زبردست دھند تھی ۔سب لوگ بستروں اور بند کمروں میں آرام سے پڑے ہوئے تھے ۔مجھے باہر کھلی فضا میں پرندوں، کتوں اور دیگر پالتو گھریلو جانوروں کا خیال آیا کہ آج رات ان کی کیا حالت اور کیفیت ہوگی ۔نہ جانے ان پر رات کیسے گزری ہوگی ۔کتنے جانوروں کا کتنا نقصان ہوا ہوگا ۔آخر میں ہم اللہ کے فضل سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ سب کا حافظ ہے ۔انسان کی اس عقل کو عقلِ معاش کہتے ہیں۔

قوتِ عقلیہ کی دوسری شاخ قوتِ عقلیہ کہ وہ استعداد ہے جس سے آخرت کی بھلائی اور کامیابی کے لیے علوم دینیہ کے حصول میں عقل مشغول رہتی ہے ۔اس کو عقلِ معاد کہتے ہیں ۔اس عقل معاد کے ذریعہ اگر ایک طرف قرآن وحدیث کے الہامی علوم حاصل کرتا ہے تو دوسری طرف قرآن وحدیث سے اجماع وقیاس کے ذریعہ لاکھوں مسائل کا استنباط کرتا ہے ۔جن میں استنباط کی استعداد وطاقت نہیں ہوتی وہ ان مستنبطین کی تقلید کرتے ہیں ۔آج دنیا میں جتنے اسلامی مدارس، بے شمار دینی مفید کتابیں، تعلیم وتبلیغ کا وسیع جال، جہاد اور تزکیہ نفس کا مقدس مشن اسی عقل معاد کا مرہون منت ہے۔

عقل معاد کی طرف عدم توجہ:

آج پوری دنیا صرف عقل معاش کے پیچھے پڑی ہوئی ہے ۔یہی وجہ ہے کہ دنیاوی ترقی میں خوب اضافہ ہوگیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عقل کی صرف ایک ہی قسم عقل معاش موجود ہے اور عقل معاد سرے سے ہے ہی نہیں ۔عقل معاش کی ترقی بھی فرض کفایہ ہے اور عقل معاد کی ترقی بھی فرض کفایہ ہے ۔لیکن ایک مخصوص حد تک عقل معاد کی ترقی بھی فرض کفایہ ہے یعنی ایمانیات اور اعمال صالحہ سے متعلقہ ضروری علوم تو ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت کے لیے فرض عین ہیں لیکن عقل معاش میں ڈوبے ہوئے اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان ضروری علوم کی طرف سے آہستہ آہستہ لوگوں کی توجہ ہٹ رہی ہے صرف عقل معاش کی طرف سفر جاری ہے ۔حالانکہ صرف عقل معاش کے پیچھے چلنا تو کفار کا شیوہ ہے اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کفار کی جنت ہے ،واقعی انہوں نے اپنی عقل معاش کا اتنا زیادہ استعمال کیا ہے کہ ان کے ممالک جنت کی نظیر معلوم ہوتی ہے ۔وینس کا شہر سمندر میں ہے جو جنت تجری من تحتہا الانہار کا منظر پیش کرتا ہے ۔تہہ میں ٹیوب ٹرین چلتی ہے ۔جو لکم فیہا ماتشھی انفسکم کی ادنیٰ جھلک ہے ۔آج بدقسمتی سے مسلمان بھی اس عقل معاش کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ ہمارے لیے اصل حکم عقل معاد کا ہے ۔حدیث میں ہے "وانتم خلقتم للآخرۃ"

عقل معاد کے استعمال کے علاوہ ہمارے عقل معاش کا ہر ضروری کام عقل معاد یعنی آخرت کے تابع ہوگا ۔ہماری پرائمری سے لے کر یونیورسٹی لیول تک تمام عصری درسگاہوں کے نصاب میں عقل معاد کی تعلیم بقدر ضرورت بھی ضروری محسوس نہیں کی جاتی بلکہ مخالفت کی جاتی ہے ۔جہاں ہے وہ بھی برائے نام ہے چنانچہ عصری درسگاہوں کے

تمام درجوں کی اسلامیات پر سرسری نظر ڈالیں تو فوراً پتہ چل جائے گا کہ برائے نام اسلامیات ہے۔وہ بھی بعض درسگاہوں اور درجوں میں لازم نہیں ہوتی بلکہ اختیاری ہوتی ہے۔یا پھر عملاً اسلامیات کے مضمون کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جاتا ہے کہ الامان ۔میڈیکل کالج کے ایک دیندار طالب علم نے بتایا کہ اسلامیات کے پیریڈ میں اکثر طلبہ غیر حاضر رہتے ہیں بہت کم مقدار حاضر ہوتی ہے۔طلبہ کے ذہن میں بھی یہ بات ہوتی ہے کہ میری اصل تعلیم عقل معاش والی ہے عقل معاد کی تعلیم کی کیا ضرورت ہے۔ہم نے خود ہی عقل معاد کی تعلیم کی اہمیت گرادی ہے۔حالانکہ عقل معاش کی فرض کفایہ تعلیم کے عقل معاد کی بقدر ضرورت فرض عین تعلیم فرض اور لازم ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہماری درس گاہوں سے خالص فنی لوگ فارغ ہو رہے ہیں۔ان میں دینی صفات کے حامل لوگ پیدا نہیں ہوتے ۔صرف فنی لوگ دنیا کے ہر غیر اسلامی مذہب میں پیدا ہو رہے ہیں تو پھر کفار واغیار اور مسلمانوں کے فنی افراد میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔

مشابہ بالحیوان لوگ:

اس عنوان سے میری مراد کسی مسلمان کی تضحیک یا توہین نہیں صرف اپنی بات سمجھانے کے لیے یہ عنوان قائم کیا گیا ہے۔ہمارے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کو شروع سے عقل معاش کی تعلیم دی جاتی ہے اور نہ عقل معاد کی۔جس طرح حیوان کا بچہ بڑا ہو کر ہی حیوان کہلاتا ہے۔اس میں کوئی اضافی وصف پیدا نہیں ہوتا، مثلاً کتے کا پلا بڑا ہو کر صرف کتا کہلاتا ہے۔بھیڑ، بکری کا بچہ بڑا ہو کر بھیڑ بکری بنتا ہے لیکن انسان کا بچہ بڑا ہو کر انسان ہونے کے علاوہ عالم، حافظ، ڈاکٹر، استاذ، لوہار، ترکھان، ڈرائیور وغیرہ بنتا ہے۔ہمارے ملک میں کافی تعداد مسلمانوں کی ایسی ہے جو دنیاوی کردار بنا نہ اخروی۔دینی تعلیم سے محروم رہ گئے ہیں بلکہ محض انسان ہیں۔ان میں کوئی اضافی قابل تعریف وصف پیدا نہیں ہوا۔اگر ایسے افراد میں ایمان اور عمل صالح کسی درجہ میں موجود ہے تو فبہا ورنہ ایسے لوگ حیوان نما انسان ہوتے ۔گویا حیوانات کی طرح ان کی تربیت ہی نہیں ہوتی بلکہ برائے نام مسلمان ہے۔لیکن پھر بھی ایمان کی وجہ سے تمام کفار سے بہتر ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا میں کوئی کردار ادا کیے بغیر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

شیطان نما انسان:

کچھ لوگ ایسے ہیں جو بے شک مسلمان ہیں لیکن عقل معاش کی تعلیم کے ساتھ جب عقل معاد کی تعلیم ان کو نہ دی جائے تو ان پر حیوانیت مسلط ہو جاتی ہے۔جن عصری درسگاہوں میں عقل معاش (دینی تعلیم) کی تعلیم نہیں دی جاتی وہاں طالب علموں میں آزادی آجاتی ہے۔ہم آئے روز مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم گاہوں میں لڑکے اور لڑکیوں کا انتہائی آزاد (فری) ماحول دیکھتے ہیں، سب کے سامنے جوڑے جوڑے بیٹھے ہوتے ہیں، یہی جوڑے سیر و تفریح کے لیے بھی نکلتے ہیں۔ایک دوسرے کے گھروں میں بھی جاتے ہیں۔گرل کے لیے بوائے فرینڈ اور بوائے کے لیے گرل فرینڈ مہذب اصطلاح عام ہوگئی ہے۔ان جوڑوں کے ماں باپ بھی بے حسی کی وجہ سے

اب اس کو عیب نہیں سمجھتے ۔ انہی تعلیم گاہوں سے نکل کر ماڈلنگ ،فحش فلموں اور ڈراموں میں حیاسوز کردار ادا کرتے ہیں ۔ پورا مسلم معاشرہ اور ان لڑکے اور لڑکیوں کے ماں باپ بے غیرتی اور بے حسی کی وجہ ان مناظروں کو دیکھتے ہیں ،ان گناہوں کے ساتھ پورا معاشرہ اتنا عادی اور بے حس ہو چکا ہے کہ ان کے خلاف کوئی آواز تک نہیں اٹھاتا۔اب تو جو منکر کے خلاف تھوڑی بہت آواز جو نہی اٹھاتے ہیں تو لوگ ان کو طالبان سمجھنے لگتے ہیں ،کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ ختم ہوگیا ہے۔کیا یہ مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داری نہیں تھی ۔کیا ارباب اقتدار واختیار اور والدین کا یہ فریضہ نہ تھا،ارباب واقتدار واختیار اور اپوزیشن والے تو صرف جمہوریت کے لیے مرمٹ رہے ہیں ، جمہوریت اس دور کا کلمہ طیبہ بن گیا ہے ۔اس کے خلاف ورزی کرنے والا یا اس کے خلاف بولنے والا سیاسی مرتد ہوتا ہے۔کیا یہ ہر قسم کی آزادی جمہوریت نے پیدا نہیں کی ۔ یہاں تک کہ سابق وزیر اعظم مرحومہ کا بیٹا بول اٹھا کہ میں آزاد مسلمان ہوں ۔مسلمان تو قیدی ہے کیا کوئی قیدی کہہ سکتا ہے، میں آزاد قیدی ہوں ،کیا کوئی فوجی کہہ سکتا ہے ، میں آزاد فوجی ہوں ،کیا کوئی پولیس والا کہہ سکتا ہے کہ میں آزاد سپاہی اور پولیس مین ہوں۔کیا پابندی اور آزادی دونوں جمع ہوسکتے ہیں ۔ پتہ نہیں یہ آزاد مسلمان مسلمانوں کی کون سی قسم ہے ۔آزادی کا یہ سفر ان لوگوں نے ان بے قید عصری درسگاہوں سے سیکھا ہے۔

مسلمان آزاد نہیں ہوتا بلکہ مسلمان پابند ہوتا ہے اگر ان عصری درسگاہوں میں عقل معاش کی تعلیم کے ساتھ عقل معاد کی بقدر ضرورت تعلیم ہوتی تو ان کو لگا ملتی اور خود کو آزاد مسلمان سمجھتے ۔عصری تعلیم گاہوں کی یہ بے قید تعلیم اچھے بھلے مسلمان نوجوان کو شیطان نما انسان بنا دیتی ہے ۔مزے کی بات یہ ہے کہ والدین ان کی بھاری فیسیں بھی ادا کرتے ہیں ۔لیکن یہی اولاد مسلم معاشرہ کے لیے اور خود والدین کیلئے دردسر بن جاتے ہیں والدین کی خدمت بھی نہیں کرتے۔

حقیقی انسان: حقیقی انسان وہ ہے کہ جس کی عقل معاد کے مطابق صحیح دینی تعلیم وتربیت ہوئی ہو۔عقل معاش ایک دنیاوی ضرورت ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عقل معاد کو بھول جائے۔الحمدللہ ایسی عصری درس گاہیں بھی ہیں جن میں عقل معاش کی تعلیم کے ساتھ ضرورت کے درجہ میں عقل معاد کے مطابق تعلیم وتربیت بھی دی جاتی ہے۔

ایسی درسگاہ کا فارغ التحصیل مسلم معاشرہ کا بہترین فرد ہوتا ہے ،فراغت کے بعد جو شعبہ بھی جائن (ملازمت) کرتا ہے ،اس میں ایک صحیح ،مفید اور کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انسانوں کا دوسرا امتیاز حیوانات سے قوت عملی کی برتری ہے ،قوت تو اس میں ہاتھی ،گھوڑے ،بیل اور گدھوں جتنی نہیں ہوتی لیکن برتری ضروری ہے۔

اس قوت عملی کے بھی دو شعبے ہیں :انسان کا ہر اچھا یا برا عمل اس میں اپنا رنگ اور اثر چھوڑتا ہے۔حیوانات کو نہ اپنے اچھے عمل کا احساس ہوتا ہے نہ برے کا۔کتنے حیوانات اور درندے ہیں جنہوں نے بے شمار لوگوں کو نقصان

پہنچایا ہے لیکن پچھتاتے نہیں بلکہ ہر بار اپنی درندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن انسان اپنی غلطی کو عمر بھر نہیں بھولتا۔ یہ الگ بات ہے کہ احساس گناہ اور توبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردیتے ہیں۔ حدیث میں یہی مضمون ہے کہ مومن جب معمول کا گناہ کرتا ہے تو اس کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہے اور فاسق وفاجر پہاڑ جتنا گناہ کرکے سمجھتا ہے کہ مکھی آئی بیٹھی اور اڑ گئی۔ فساق وفجار ہمہ وقت ہر قسم کے گناہ میں مشغول رہتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ پھر گناہ بے لذت بن جاتا ہے، ان کی ملکی قوت بالکل دب کررہ جاتی ہے، قوت عملی کے غلط استعمال سے حیوانیت ان پر غالب آجاتی ہے۔ پھر حیوان نما انسان بن جاتا ہے، اس لیے قرآن مجید ان کو کالانعام (چوپاہوں کی طرح) کہتا ہے۔

عمل کا دوسرا شعبہ احوال وکیفیات میں انسان جو عبادتیں اور ریاضتیں کرتا ہے ان سے احوال رفیعہ اور اعلیٰ کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ جو دل ودماغ میں رچ بس جاتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ تعالیٰ پر اعتماد، اللہ تعالیٰ کا خوف، اللہ تعالیٰ کی رضا وغیرہ۔

تعلیم وتربیت کا زمانہ: تعلیم وتربیت کا بہترین زمانہ بچپن کا ہے۔ ملک وقوم اور ملت کا ہر بچہ پوری ملت کی بنیادی اکائی ہوتی ہے۔ بنیادی اکائی اگر ٹھیک، اچھی اور مضبوط ہو تو اچھی بنیادی اکائیوں سے وجود میں آنے والی قوم بہترین قوم ثابت ہوگی۔ اگر بنیادی اکائیاں سب یا بعض خراب ہوں تو بہترین قوم اور امت وجود میں نہیں آئے گی [illegible] من حیث القوم اچھا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہماری قوم کو بنیادی اکائیاں اور اقوام کا اکثر اور زیادہ حصہ عصری درسگاہوں میں تیار ہوتے ہیں۔ دینی درسگاہیں تو مسلم معاشرہ کے لیے بہترین افراد مہیا کررہے ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ان کا کردار بدقسمتی سے مسجد ومحراب سے لے کر دینی عصری درسگاہوں تک محدود نظر آتا ہے۔ اکثر لوگوں کا ذہن بھی یہی بن چکا ہے کہ مولوی صاحب کا کردار مسجد تک محدود ہے حالانکہ علماء کرام کو چاہیے کہ مسجد سے باہر ہر میدان میں مثالی کردار ادا کریں۔ اس وقت کام کے جو میدان ہیں ان میں علماء کرام کی تعداد بہت کم یا نہ ہونے کے برابر ہے۔ مثلاً سیاست، حکومت، معیشت، عدالت اور وکالت وغیرہ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان میدانوں میں اتنا کود پڑیں کہ علم وتحقیق کے راستے میں مسدود ہوجائیں بلکہ اس کے لیے منظم پالیسی کے تحت ہر میدان کے لیے افراد مہیا کرنے ہوں گے۔ کچھ افراد تو ایسے ضرور ہونے چاہیے جن کا اوڑھنا، بچھونا، درس وتدریس اور علمی تحقیقات ہوں کیونکہ ہر میدان میں عملی نفاذ کے لیے ان حضرات کی تحقیقات کام آئیں گی۔ آج جو اسلامی بینکاری یا تکافل کے نام سے جو کام ہورہا ہے اس میں گزشتہ اور موجودہ فقہاء وعلماء کی فقہی تحقیقات کام آرہی ہیں۔ آج اگر کسی شعبہ میں اسلامائزیشن شروع ہوجائے اور ہماری یہ علمی وفقہی تحقیقات یا محقق علماء وفقہاء نہ ہوں تو ہم کیا کریں گے۔ لوگوں کو صرف بینکوں کے سودی نظام کی فکر ہے کہ یہ کس طرح اسلامی بن جائیں۔ حالانکہ تقریباً ہر مالیاتی ادارہ سودی کاروبار میں ملوث ہے ان سب کی فکر کرنی چاہیے۔